Date :......................................
MON TUE WED THU FRI SAT SUN

ناول کا ارتقاء

اردو ناول کا آغاز انگریزی ادب کے اثر سے ہوا۔ مولوی
نذیر احمد اور پنڈت رتن ناتھ سرشار وہ فن کار ہیں جنھوں
نے پہلے پہل اردو میں ناول لکھے۔ نذیر احمد کی مراۃ العروس ۱۸۶۹ء
میں شائع ہوئی اور اسی کو اردو کا پہلا ناول کہنا چاہیئے۔ اس
ناول میں دو بہنوں کی کہانی ہے۔ قصہ، پلاٹ، کردار نگاری
مکالمے، منظر کشی اور نقطہ نظر ناول میں سب کچھ موجود ہے مگر
مقصدیت فن پر غالب ہے۔ دوسری خامی یہ ہے کہ انداز تمثیلی
ہے اس لیئے بعض لوگوں نے نذیر احمد کی تخلیقات کو ناول ماننے
سے انکار کیا ہے لیکن وہ اردو میں ایک نئی چیز کا آغاز کر رہے تھے
اور اس زبان میں ناول کا کوئی نمونہ موجود نہیں تھا اس
لیئے نذیر احمد کے ناولوں میں خامیاں ضرور ہیں۔ مگر اردو میں
یہ ناول کا نقش اول ہے۔

مولوی نذیر احمد نے اردو میں ناول کی بنیاد ڈالی تو
پنڈت رتن ناتھ سرشار نے اس روایت کو آگے بڑھایا۔
ان کی سب سے مقبول ترین تصنیف "فسانہ آزاد" ہے اس میں
کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ آزاد اور خوجی کے کردار دلچسپ
ضرور ہیں مگر اصلیت سے دور ہیں۔

اردو ناول کا اگلا دور تاریخی ناولوں کا
ہے۔ مولانا عبدالحلیم شرر اور محمد علی طبیب نے تاریخی ناول
لکھ کر اسلام کے شاندار ماضی کو دہرایا۔

اردو ناول کا اگلا عہد اردو ادب کی تاریخ میں
ایک یادگار عہد ہے۔ اس عہد میں مرزا ہادی رسوا کا
"امراؤ جان ادا" وجود میں آیا۔ انھوں نے اور ناول
بھی لکھے مثلاً "ذات شریف" اور "شریف زادہ" مگر ان کو
مقبولیت "امراؤ جان ادا" میں ملی۔ جو ہر لحاظ سے ایک
بہترین اور مکمل ناول ہے۔

Scanned with CamScanner

Date :..............................

MON TUE WED THU FRI SAT SUN

اس ناول میں انیسویں صدی کے وسط کا لکھنؤ پیش کیا
گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ناول اردو ادب کا شاہکار ہے۔
اس کے بعد مولانا راشد الخیری نے "مصور غم" کے نام سے یاد
کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں نے ہندوستان کی مسلم خواتین
پر اپنی توجہ مرکوز رکھی اور معاشرے کے ان دردناک حالات
کو اپنے ناولوں میں تصویر کشی کی۔
اس کے بعد اردو ناول کی دنیا میں ایک ایسے
فن کار نے قدم رکھا جس نے جادوئی قلم سے چھو کر اردو ناول
کو کندن بنا دیا۔ وہ ہیں پریم چند۔ جنہیں جدید اردو ناول
کا بانی کہنا مناسب ہوگا۔ اس وقت جو مسائل درپیش تھے
پریم چند نے ان کو اپنے ناولوں میں جگہ دی اور ادب کو
نئی سماج کی حقیقت نگاری سے آشنا کیا۔ انہوں نے بہت
سے ناول لکھے جن میں سے اہم ناول ہیں۔ گئودان، میدان عمل
بازار حسن، گوشۂ عافیت، اور چوگان ہستی وغیرہ۔
پریم چند نے ہندوستان کے دیہات کو بہت نزدیک
سے دیکھا تھا اور دیہات کے مسائل سے وہ گہری واقفیت
رکھتے تھے۔ ان کے ناولوں میں دیہات اور دیہات کے
مسائل بہت سلیقے کے ساتھ سموئے ہوئے ہیں۔ پریم چند
اس لحاظ سے اردو کے بہت بڑے ناول نگار ہیں۔
ترقی پسند تحریک نے بھی اردو ناول کو بہت
کچھ دیا۔ اس تحریک کا آغاز پریم چند کے زمانے میں
ہی ہو گیا تھا بلکہ انہوں نے اس کی صدارت بھی کی۔
ترقی پسند تحریک سے وابستہ ناول نگاروں نے محنت کشوں
کی امنگوں کی ترجمانی کی۔ وقت کے تقاضوں کو سمجھا
زندگی اور ادب کے رشتے کو اجاگر کیا اور اردو ناول
کو نئی راہیں دکھائیں۔ اس سلسلے میں سجاد ظہیر کا
"لندن کی ایک رات"، قاضی عبدالغفار کا "لیلیٰ کے خطوط"

Scanned with CamScanner

عصمت چغتائی کا "ٹیڑھی لکیر" ۔ قرۃ العین حیدر کا "آگ کا دریا" ۔ کرشن چندر کا "شکست" اور عزیز احمد کا "گریز" ۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان افسانہ نگاروں نے ناول کو نئے رنگ، نقطہ نظر سے دیکھا اور اپنے اپنے طور پر ناول میں اس کو اجاگر کیا۔

موجودہ صدی کا یہ نصف آخر جس میں ہم سانس لے رہے ہیں، ناول کے نقطہ نظر سے خاص طور پر زرخیز ہے۔ تقسیم ملک کے بعد ایک عرصے تک ہجرت اور جلاوطنی پر ہمارے افسانہ نگاروں کی توجہ مرکوز رہی۔ پھر دھیرے دھیرے یہ دائرہ بڑھتا اور پھیلتا گیا۔ انسانی رشتوں کی پیچیدگیاں، ذہنی کشمکش، رشتہ ناطہ وغیرہ ناول میں زیادہ جگہ پاتی گئیں۔ اس میں زیادہ گہرائی آتی گئی اور صاف ستھرے فن اپنے منظر سے ناول لکھے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں

عبداللہ حسین کا — "اداس نسلیں" اور "باگھ"

شوکت صدیقی — خدا کی بستی

خدیجہ مستور — آنگن

حیات اللہ انصاری — لہو کے پھول

راجندر سنگھ بیدی — ایک چادر میلی سی

بلونت سنگھ — مجھلی لڑکی

قاضی عبدالستار — شب گزیدہ

منیر رضا نجفی — اداسیوں کی سیج

جمیلہ ہاشمی — "تلاش بہاراں" اور "ڈرو"

جیلانی بانو — ایوان غزل

انور سجاد — خوشیوں کا باغ

انتظار حسین — بستی

سلمیٰ اختر — ضبط کی دیوار ہیں